ماہنامہ

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان　جرمنی

اخبار احمدیہ

ایڈیٹر - میر عبداللطیف

جلد نمبر ۲　ماہ احسان ۱۳۷۵ ھش بمطابق جون ۱۹۹۶ء　شمارہ نمبر ۱

AHMADIYYA MUSLIM JAMAAT GERMANY

کلام مسیح الزمان علیہ السلام

زندگی بخش جام احمدؐ ہے
کیا ہی پیارا یہ نام احمدؐ ہے

لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا
سب سے بڑھ کر مقام احمدؐ ہے

باغ احمدؐ سے ہم نے پھل کھایا
میرا بستاں کلام احمدؐ ہے

جماعت احمدیہ جرمنی کی تبلیغی اور تربیتی سرگرمیوں کی رپورٹ

مختلف اقوام کے افراد کے ساتھ تبلیغی نشستوں کا انعقاد

(نمائندہ اخبار احمدیہ)

بوزنین و البانین احباب کے ساتھ تبلیغی نشست :-

مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۹۶ء کو جماعت احمدیہ RODGAU کے زیر اہتمام ایک تبلیغی نشست کا انعقاد ہوا۔ اس موقع پر ہماری بوزنین نو احمدی معلمہ FR. JASMINA نے جماعت احمدیہ کا تعارف کرواتے ہوئے شرکائے مجلس کو بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر پیشگوئی فرمائی تھی کہ اسلام پر ایک ایسا وقت آنے گا کہ مسلمان کہلانے والے صرف نام کے مسلمان ہونگے اور ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہونگے۔ مخلوق ہونگے۔ ساتھ ہی آپ نے یہ پیش گوئی بھی فرمائی کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ ایک ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جس کے ذریعہ اسلام کو دوبارہ پہلے جیسی شان حاصل ہوجائے گی۔ آج میں آپ کو یہ خوشخبری سنانے آئی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے جس اصلاح کرنے والے کا وعدہ کیا تھا وہ تشریف لا چکے ہیں اور ان کے دعویٰ کو ماننے والے ہی احمدی کہلاتے ہیں۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جو دنیا بھر میں اسلام کی تبلیغ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے تمام مسلمانوں سے بڑھ کر اپنے بوزنین بھائیوں کی مدد کی اور دن رات اپنے مظلوم بھائیوں کے لئے کام کر رہے ہیں۔

اگر آپ اسلام کو دوبارہ زندہ دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ بھی اس جماعت میں شامل ہو کر احیائے اسلام کے لئے کام کرسکتے ہیں۔

ان کے خطاب کے بعد شرکائے مجلس کو سوالات کی دعوت دی گئی۔ مہمانوں کے سوالات کے جوابات میر عبداللطیف صاحب نے دیئے۔ تبلیغی نشست کی انتظامیہ نے معقول رنگ میں بوزنین اور البانین لٹریچر کا انتظام کیا ہوا تھا نیز اس موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجالس عرفان کی ویڈیو کیسٹس بھی مہمانوں کو دی گئیں۔ اس نشست میں ۱۷ بوزنین مہمانوں نے شرکت کی۔

جماعت احمدیہ HEIDELBERG میں ایک احمدی دوست نے اپنے گھر پر چند جرمن دوستوں کو مدعو کیا جن سے امام عبدالباسط طارق صاحب نے بے تکلفانہ ماحول میں مخلوط معاشرہ، معاشرتی مسائل، اسلام میں عائلی زندگی کا تصور، مسلمان خاندانوں کی یورپی معاشرہ میں مشکلات کے موضوع پر گفتگو کی۔

جماعت احمدیہ VIERNHEIM میں ایک مسجد میں ڈرگز، شراب وغیرہ کے نقصانات کے بارہ میں ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں دو ترک اماموں اور ایک عیسائی خاتون کے علاوہ مکرم امام عبدالباسط طارق صاحب نے بھی خیالات کا اظہار کیا۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم نے واضح طور پر شراب کے استعمال کو منع کیا ہے اور بتایا ہے کہ اسکا استعمال سخت نقصان دہ ہے۔ مگر بائیبل میں اس کی ممانعت واضح نہیں ہے۔ ہر سال پچاس ہزار انسان منشیات کے استعمال سے مرتے ہیں مگر حکومت سات ارب مارک کماتی ہے۔ عام بحث کے دوران مکرم امام عبدالباسط طارق صاحب نے شرکائے مجلس سے درخواست کی کہ وہ انسانیت شراب نوشی اور منشیات کے استعمال کے خلاف عیسائیوں اور مسلمانوں کو ملکر جہاد کرنا چاہیئے۔ یہ تجویز بہت پسند کی گئی۔

کاسل شہر میں مختلف اوقات میں جرمن اور عرب احباب کے ساتھ تبلیغی نشستوں کا انعقاد کیا گیا۔ جرمن نشست کا اہتمام مقامی لجنہ نے کیا تھا جس میں خطاب کرتے ہوئے مکرم عبدالباسط طارق صاحب مربی سلسلہ نے بتایا کہ مذہب اور خدا پر کامل یقین کے بغیر ہم معاشرتی مسائل کو حل نہیں کرسکتے نیز مذہب تنگ نظری اور تشدد کا نام نہیں ہے بلکہ محبت اور ہمدردی کا نام ہے آپ نے اس سلسلہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک کی مثالیں دے کر مذہب کے اس پہلو کو اجاگر کیا۔ اسی طرح عرب تبلیغی نشست کے موقعہ پر آزادی مذہب اور قتل مرتد کے موضوع زیر بحث آئے آخر میں ایک عرب دوست کو قبولیت احمدیت کی توفیق ملی ان نشستوں میں شرکاء کی تعداد بالترتیب ۱۰ اور ۱۵ تھی۔

بچوں کی تربیتی کلاس:-

گذشتہ ماہ کاسل شہر میں واقع جماعت احمدیہ کے سنٹر میں بچوں کی ایک روزہ تربیتی کلاس منعقد کی گئی جس میں شریک بچوں کو تربیتی اور تعلیمی امور کی تعلیم دی گئی۔

سکولوں میں لیکچر:-

WEITERSTADT اور کاسل کے سکولوں میں

باقی صفحہ ۲ پر

میونخ میں بوزنین اور البانین احمدیوں کا ریجنل اجتماع

شہر کے میئر کے علاوہ ۲۵۰ سے زائد افراد کی شرکت

(رپورٹ، حفیظ احمد جاوید صاحب)

بوزنین احمدیوں کا ایک روزہ اجتماع ۳۱ مارچ بروز اتوار کو NEUFAHRN کے ایک ہال میں صبح ۱۰ بجے تلاوت قرآن کریم اور بوزنین ترجمہ سے اجتماع کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد بوزنین ڈیسک کے صدر صاحب نے مرکز کی نمائندگی میں افتتاحی تقریر کی۔ دوران تقریر بوزنین اور البانین احمدی نعرہ تکبیر، احمدیت زندہ باد، مرزا غلام احمد کی جے کے نعرے بلند کرتے رہے افتتاحی تقریر کے بعد اجتماعی دعا کروائی گئی۔ دعا کے بعد معروف بوزنین احمدی معلم مکرم برادرم ابراہیم صاحب نے خطاب کیا اپنے خطاب میں انہوں نے بوزنین غیر احمدی ملاں کے پروپیگنڈا کی تفصیل بتاتے ہوئے ان کے جھوٹے پروپیگنڈے کا پول کھولا اور بتایا کہ اسی قسم کے ملاں پاکستان میں احمدیوں کے گھر پہنچ کر جوش میں آجاتے ہیں اور احمدیوں کے خلاف جھوٹے مقدمات درج کرواتے رہتے ہیں۔ دوران تقریر انہوں نے بتایا کہ جماعت احمدیہ ایک بین الاقوامی جماعت ہے اور ہر قوم، رنگ، اور نسل کے بغیر اس میں شامل ہیں۔

یاد رہے کہ اس اجتماع کے تمام انتظامات بوزنین اور البانین بھائیوں نے خود کئے تھے اور تمام تر انتظامیہ نو احمدی بوزنین اور البانین بھائیوں پر مشتمل تھی۔ پاکستانی احمدی بوقت ضرورت ان کی مدد کرتے رہے۔ اس اجتماع میں NEUFAHRN کے برگرماسٹر صاحب (میئر) نے بھی شرکت کی مکرم نذیر احمد صاحب نے انہیں تفصیلاً اس اجتماع کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا۔ انہوں نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی خواہش کا اظہار بھی کیا۔

اس اجتماع میں ۲۵۰ سے زائد بوزنین اور البانین احمدیوں نے شرکت کی بفضلہ تعالیٰ یہ اجتماع ہر لحاظ سے کامیاب رہا الحمد للہ۔

گروس گیراؤ میں پہلے ناصر باغ احمدیہ ٹورنامنٹ کا انعقاد

ڈارمسٹڈ، فرانکفورٹ اور آفن باخ کی ٹیموں نے اول، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کی

(نمائندہ اخبار احمدیہ) مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۹۶ء کو گروس گیراؤ MARTIN BUBER سکول کے سپورٹس ہال میں JUGENDTREFF کے زیر انتظام پہلے ناصر باغ احمدیہ ٹورنامنٹ کا اہتمام کیا گیا۔ اس ٹورنامنٹ کا افتتاح امیر صاحب جماعت ہائے احمدیہ جرمنی نے دعا کے ساتھ کیا۔

اس ٹورنامنٹ میں ۱۰ ٹیموں نے شرکت کی جن میں سے گروس گیراؤ، ڈارمسٹڈ اور ڈونس باخ سے دو، دو اور آفن باخ، مانیز، فرانکفورٹ اور ہائیڈل برگ سے ایک ایک ٹیم شامل ہوئی۔ ٹیموں کو دو گروپس میں تقسیم کیا گیا تھا۔

ڈارمسٹڈ کی ٹیم نے پہلی، فرانکفورٹ نے دوسری آفن باخ نے تیسری، ہائیڈل برگ نے چوتھی اور گروس گیراؤ نے پانچویں پوزیشن حاصل کی آخر میں امیر صاحب نے ان ٹیموں میں انعامات تقسیم کئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ٹورنامنٹ میں تمام کھلاڑیوں نے نہایت عمدہ کھیل پیش کیا جس سے ناظرین بھی پوری طرح محظوظ ہوئے۔

اس ٹورنامنٹ کے انعقاد اور کامیابی کے سلسلہ میں یوتھ ٹریف کے انچارج اور ایڈیشنل مہتمم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی مکرم طارق کریم عارف نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ دن رات محنت کی اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ ایک ملاقات میں مکرم طارق کریم عارف نے نمائندہ اخبار احمدیہ کو بتایا کہ مکرم امیر صاحب کی ہدایات کے مطابق انشاء اللہ دوران سال اس طرح کے مزید ٹورنامنٹ منعقد کروانے کا پروگرام ہے۔

بقیہ۔ تبلیغی سرگرمیاں

مقامی جماعتوں کے تعاون سے مربی سلسلہ مکرم عبدالباسط طارق صاحب کے لیکچرز کا اہتمام کیا گیا۔ مکرم امام صاحب نے اسلام اور احمدیت کے بارہ میں ۴۵، ۴۵ منٹ تک خطاب کیا ان ہر دو مواقع پر بچوں نے مختلف سوالات کئے اور ان لیکچرز سے مذہبی مدرسہ کے اساتذہ اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے آئندہ بھی ایسے لیکچرز کروانے کی خواہش کا اظہار کیا۔

مؤرخہ ۶ مارچ ۱۹۹۶ء کو گیلن ہاؤزن ریجن ویز بادن میں ایک تبلیغی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں معروف جرمن نژاد احمدی عالم اور متعدد کتب کے مصنف و مترجم مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب نے جماعت احمدیہ اور اسکے عقائد کا تعارف کروایا اور اس پر ہونے والے مظالم کا تفصیل سے تذکرہ کیا۔ مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کے خطاب کے بعد مجلس میں شریک مہمانوں نے جن کی تعداد تیس (۳۰) تھی مختلف سوالات کئے جن کے مفصل جوابات مکرم ہیوبش صاحب نے دیئے۔

اس مجلس کا اہتمام ایک مقامی چرچ EVANGELISCHE KIRCHEN GEMEINDE "AUF DEM BERG" کے پادری صاحب HERR MARTIN LORCH کی خواہش اور کوششوں سے ہوا اور انہوں نے خود ہی اس مجلس کے شروع میں بڑے عمدہ طریق سے مکرم ہیوبش صاحب اور جماعت کا تعارف کروایا۔

نو احمدیوں کا تربیتی کیمپ:۔

۲۳ اور ۲۴ مارچ ۱۹۹۶ء کو میونخ کے تبلیغی مرکز المہدی مسجد میں فرانسیسی بولنے والے نو احمدیوں کے لئے ایک دو روزہ تربیتی کیمپ کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقعہ پر ہمارے عرب نژاد احمدی دوست مکرم سمیر بوخطہ صاحب نے دونوں دن شرکاء کیمپ کو اسلام اور احمدیت کے متعلق ضروری تعلیم دی کیمپ کے دوران شرکاء کیمپ کے ساتھ مجلس سوال و جواب بھی منعقد ہوئی جسمیں مکرم سمیر بوخطہ صاحب نے سوالات کے جوابات دیئے اس کیمپ میں سٹٹگارٹ ریجن سے ۸ اور میونخ ریجن سے ۱۵ نو احمدی بھائیوں نے شرکت کی۔

آخن:۔ ۱۷ فروری ۱۹۹۶ء کو مقامی جماعت احمدیہ نے مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کے ساتھ ایک تبلیغی نشست کا اہتمام کیا اس موقعہ پر مکرم طارق احمد رشید صاحب اور مکرم ازانوف صاحب جو یوگوسلاوین نژاد احمدی ہیں اور البانین اور بوزنین زبانوں پر عبور رکھتے ہیں نے مہمانوں کو وفات مسیح، حضرت مسیح کی صلیبی موت سے نجات، خاتم النبین اور حضرت مسیح کی آمد ثانی کے بارہ میں جماعت احمدیہ یعنی حقیقی اسلام کے اعتقادات سے متعلق تفصیل سے بتایا اور واضح کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے سلسلہ میں جس مہدی اور مسیح کے آنے کی پیش خبری دی تھی وہ تشریف لاچکے ہیں۔ ازاں بعد مہمانوں نے ان عقائد کی مزید تشریح کے سلسلہ میں سوالات کئے جن

دوسرے روز اس اخبار میں اس نشست کی نمایاں خبر شائع ہوئی۔

اس خبر کی اشاعت کا خاطر خواہ اثر ہوا کیونکہ اشاعت کے بعد نہ صرف یہ کہ اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے سلسلہ میں کئی دن ٹیلیفون آتے رہے بلکہ جرمن مرد و خواتین نے خود ہی تبلیغی مرکز میں آکر اسلام کے بارہ میں آگاہی حاصل کی مکرم لئیق احمد منیر صاحب نے فون پر سوالات کرنے والوں اور مرکز میں تشریف لانے والے احباب و خواتین کو تفصیل سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے بارہ میں معلومات فراہم کیں۔ اس طرح اخبار کے ذریعہ لاکھوں افراد تک پیغام حق پہنچانے کی توفیق ملی (الحمدللہ)

جرمن خواتین کے ساتھ تبلیغی نشست:۔

میونخ شہر کی لجنہ کی تنظیم کے تعاون سے جرمن خواتین کے ساتھ ایک تبلیغی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقعہ پر ہماری ایک جرمن نژاد بہن مکرمہ مریم بوخطہ صاحبہ نے مہمانوں کو اسلام اور احمدیت کا تعارف کروایا اور اسلام میں عورت کے خاص مقام پر روشنی ڈالی اور پردہ کی حکمت اور اہمیت کی وضاحت کی آخر پر مہمان عورتوں نے اسلام، احمدیت، اور خاص طور پر عورت کی حیثیت کے متعلق سوالات کیئے جن کے معقول اور پر حکمت جوابات مکرمہ FR. BOUKHTA صاحبہ نے دیئے۔ یہ نشست دو گھنٹہ تک جاری رہی اس تبلیغی نشست میں ۲۵ جرمن خواتین نے شرکت کی جن میں سے ۹ کا تعلق پروٹسٹنٹ چرچ سے تھا اور دو ڈاکٹر تھیں نیز اس نشست کی رپورٹنگ کے لئے ایک اخبار کی نمائندہ بھی تشریف لائی ہوئی تھیں۔

ہمارا اسلام

نوید احمد حمید (گنزبائم)

پھر ہمیں اپنے اسلام کی سلامتی کی بھی فکر ہوتی ہے اوروں کی ہم نہیں کہتے۔ ہمارا اسلام کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ زمینداروں کی حمایت، زرداروں کی کاسہ لیسی۔ گھی میں موبل آئل اور ہلدی میں اینٹیں ملانے، جھوٹ بولنے، کم تولنے وغیرہ سے اسے کوئی گزند نہیں پہنچتا۔ ہاں مشین کا کٹا ہوا گوشت اس کے لئے سخت مضر ہے۔ خود ہمارے شہر میں ہزاروں لوگ ایسے ہوں گے کہ شام کو شراب پینے بیٹھتے ہیں تو اس کے ساتھ فقط ذبیحہ کھاتے ہیں۔ رشوت کا پیسہ بھی بغیر بسم اللہ کئے جیب میں نہیں رکھتے۔ اور جوئے کا داؤں بھی دعائے قنوت پڑھے بغیر نہیں لگاتے۔ بے شک ایمان کے عزیز نہیں ہوتا اپنی سی احتیاط تو کرنی ہی چاہئے۔

(ماخوذ از دنیا گول ہے۔ از ابن انشاء)

اعلان نکاح

مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۹۶ء کو عزیزم چوہدری عامر شہزاد صاحب ولد مکرم چوہدری محمد رمضان صاحب کا نکاح عزیزہ بشریٰ ناہید صاحبہ ولد مکرم مرزا عبدالسمیع صاحب آف شادباغ لاہور کے ساتھ مبلغ ستر ہزار روپیہ (پاکستانی کرنسی) حق مہر پر قرار پایا ہے۔ قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نکاح کو دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت اور خوشیوں کا موجب بنائے۔ (آمین)

احمدی عام مسلمانوں سے مختلف اور امن پسند لوگ ہیں

اس نشست کے انعقاد کا پس منظر بھی قارئین کی دلچسپی کا موجب ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ گیلن ہاؤزن کے احباب جماعت شہر کے BURGER HALL میں نماز جمعہ کی ادائیگی کرتے رہے ہیں لیکن کچھ عرصہ سے یہ ہال دیگر تقریبات کے لئے معروف تھا۔ اس لئے احباب جماعت نے پادری موصوف کی اجازت سے چرچ ہال میں نماز جمعہ کی ادائیگی شروع کر دی مگر جب چند بنیاد پرست ممبران چرچ کے علم میں یہ بات آئی تو انہوں نے پادری موصوف کو شکایت کی کہ آپ نے مسلمانوں کو چرچ ہال استعمال کرنے کی اجازت کیوں دی ہے؟ اس پر پادری صاحب نے کہا کہ یہ مسلمان جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور عام مسلمانوں سے مختلف اور امن پسند لوگ ہیں۔ مگر بنیاد پرستوں نے پادری صاحب مذکور کو مسلسل تنقید کا نشانہ بنائے رکھا اس پر انہوں نے افراد جماعت سے رابطہ قائم کیا اور ان کے سامنے یہ معاملہ رکھتے ہوئے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ آپ صلح جو اور امن پسند لوگ ہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ دیگر ممبران چرچ کو بھی آپ کے بارے میں تفصیلاً علم ہو۔ اس لئے ایک تعارفی تقریب کی جانی چاہئے، چنانچہ اس پس منظر میں اس تقریب کا انعقاد ہوا۔

کے جوابات دیئے گئے۔ اس موقعہ پر دس مہمانوں نے شرکت کی۔

میونخ ریجن کی تبلیغی سرگرمیاں

جرمن احباب کے ساتھ تبلیغی نشست کا انعقاد مورخہ ۲ مارچ ۱۹۹۶ء کو تبلیغی مرکز مسجد المہدی، نوئے فارن (میونخ) میں اسلام میں عورت کا مقام کے موضوع پر ایک نشست منعقد کی گئی۔ اس موقعہ پر مکرم لئیق احمد صاحب منیر نے سلسلہ احمدیہ کا تعارف کروایا اور اسلام میں عورت کے مقام پر اسلام کی اعلیٰ تعلیم سے جرمن احباب و خواتین کو آگاہ کیا۔ بعد ازاں مہمانوں کو سوالات کرنے کی دعوت دی گئی۔ زیادہ تر سوالات اسلام میں عورت کے مقام پر ہی کئے گئے اس نشست میں نوئے فارن کے برگا ماسٹر صاحب (میئر) نے بھی شرکت کی اجلاس کے اختتام پر "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے سال کی مناسبت سے مکرم لئیق احمد منیر صاحب نے ان کی خدمت میں یہ کتاب پیش کی۔ اس نشست کے انعقاد کے سلسلہ میں جرمنی کے مشہور اخبار Sud Deutsche Zeitung میں اشتہار دیا گیا۔ جس کی وجہ سے کثیر تعداد میں جرمن افراد نے اس پروگرام میں شمولیت کی

امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی کا ارکان شوریٰ سے خطاب

سوشیال لینے کے ساتھ ساتھ غیر قانونی طور پر کام کرنا ایک قانونی جرم ہے

گذشتہ دنوں شوریٰ کے اجلاس کے دوران امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی نے ارکان شوریٰ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسے احمدی جو سوشیال لینے کے ساتھ ساتھ غیر قانونی طور پر کام کرکے پیسے کماتے ہیں وہ ایک قومی جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا سوشیال لینا ایک مجبوری ہے اور قانونی طور پر کوئی جرم نہیں ہے مگر سوشیال کے حصول کے ساتھ غیر قانونی طور پر زائد رقم کمانا قانون شکنی ہے اور ایسا کرنا ناپسندیدہ کام ہے ہمیں ہر لحاظ سے اس سے باز رہنا چاہیئے۔

صدران کرام کو ایسے افراد کو وعظ و نصیحت کے ذریعہ سمجھانا چاہیئے اور ایسے غیر قانونی طریقوں سے پیسے کمانے کے رواج کو احباب کرام کے ذہنوں سے نکالنے کی کوشش کرنی چاہیئے نیز دعا بھی کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ افراد جماعت کی مالی مشکلات دور فرماوے اور ان کو محنت اور قانونی ذرائع سے پیسے کمانے کی توفیق عطا فرماوے۔

مکرم امیر صاحب نے دوران خطاب فرمایا کہ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ بعض لوگ پاکستان سے یہ عہد کرکے آتے ہیں کہ ہم نے جرمنی میں جاکر کوئی کام نہیں کرنا۔ ایسے لوگوں کو یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے اس لئے ہمیں اس طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے اور احباب جماعت میں یہ شعور پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے کہ اس ملک نے ہم پر ایک احسان کیا ہے اس لئے اس احسان کے بدلہ میں ہمیں اس ملک اور قوم کو کچھ دینا چاہیئے اور ہمیں سوشل وصول کرنے کے نظام کو بہر حال اس نسل تک لازماً ختم کرنا ہوگا تاکہ یہ عادت آئندہ نسلوں میں منتقل نہ ہو کیونکہ یہ احمدیوں کے شایان شان نہیں ہے کہ محنت کرنے کی بجائے دوسروں کے محتاج بن کر زندگی گذاریں، دنیا کی رہنمائی کرنے کی دعویدار اقوام کو یہ زیب نہیں دیتا۔

ایک جرمن مستشرق کے سوالات
حضرت مصلح موعودؓ کے حقیقت افروز جوابات

جرمنی کے ایک مستشرق ڈاکٹر کرٹ ٹلٹاک (DR. CURT TILTACK) تحریک احمدیت کے بارہ میں ایک کتاب لکھنا چاہتے تھے۔ مبلغ جرمنی نے انہیں "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" مطالعہ کے لئے دی جس کی مدد سے انہوں نے خاصہ مواد جمع کرلیا۔ مزید راہنمائی اور وضاحت کے لئے انہوں نے یکم دسمبر ۱۹۵۲ء کو بذریعہ مکتوب یہ چار سوالات حضرت مصلح موعود کی خدمت میں بھجوائے:۔

۱:۔ کیوں احمدیہ جماعت حقیقی اسلام ہے؟

۲:۔ احمدی لوگ ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، بدھ علیہ السلام، زرتشت علیہ السلام اور مسیح علیہ السلام کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

۳:۔ مذاہب کے لئے احمدیت کیا اہمیت رکھتی ہے۔ اور معاشی اور سیاسی اعتبار سے وہ بنی نوع انسان کو کیا فائدہ بخشتی ہے؟

۴:۔ احمدیت کی تاریخ، تنظیم، اشاعت اور اس کے معتقدوں کی تعداد کیا ہے؟

حضرت مصلح موعود نے ان سوالات کے جوابات میں ایک حقیقت افروز مکتوب تحریر فرمایا جس کا مکمل متن درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مورخہ یکم دسمبر ۱۹۵۲ء ملا۔ آپ کے دریافت کردہ سوالات کے جواب مندرجہ ذیل ہیں:۔

پہلا سوال:۔ کیوں احمدیہ جماعت حقیقی اسلام ہے؟

جواب:۔ احمدیہ جماعت کی نسبت جو یہ کہا جاتا ہے کہ وہ حقیقی اسلام ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام اس امر کا مدعی ہے کہ اس کی تعلیم آخری تعلیم ہے۔ جو حصہ اجتہاد کے لئے چھوڑا گیا ہے اس میں ماہرین اسلام کو اجتہاد کرنے کا حق حاصل ہے اور جمہور اسلام کو بھی اجتہاد کرنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن وہ اجتہاد ایسے لوگوں پر نہ حجت ہے اور نہ ان کو پابند کرسکتا ہے جو اس اجتہاد سے متفق نہیں۔ ہر شخص کے سامنے ایسا مسئلہ آجائے گا اگر اس کی عقل اسے تسلیم کرے گی تو وہ مانے گا اگر عقل تسلیم نہیں کرے گی تو نہیں مانے گا۔ لیکن کچھ حصہ شریعت اسلام کا ایسا ہے جو بطور نص کے آیا ہے یعنی قرآن کریم یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں اس کو واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔ اور اس کے متعلق ترجمہ یا تشریح کا تو سوال پیدا ہوسکتا ہے اجتہاد کا سوال پیدا نہیں ہوسکتا۔ ایسی تعلیم اسلامی نقطہ نگاہ سے غیر متبدل ہے۔ جو ایسی تعلیم کو نہیں مانتا اسے یہ تو حق حاصل ہے کہ وہ کہے کہ قرآن کا ترجمہ غلط کردیا گیا۔ جسے وہ لغت اور صرف و نحو کے قواعد سے ثابت کرسکتا ہے۔ لیکن اسے یہ حق حاصل نہیں کہ وہ یہ کہے کہ گو مفہوم لفظوں سے یہی نکلتا ہے مگر میں زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے اس میں فلاں فلاں تبدیلی پسند کرتا ہوں۔

اس تشریح سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اسلام کی اس تعلیم کے بموجب اب کوئی نیا مذہب نہیں آسکتا۔ کیونکہ جیسا کہ بتایا گیا ہے اسلام کا دعویٰ ہے کہ اس کی تعلیم دائمی ہے۔ پس اگر کوئی فرقہ نیا پیدا ہوتا ہے جو پرانے فرقوں سے اختلاف رکھتا ہے اور اس کا اختلاف بہت نمایاں نظر آتا ہے تو پرانے عوام یہ خیال کرتے ہیں کہ شاید ان لوگوں نے اسلام سے باہر کوئی نیا مذہب نکالا ہے۔ اسی طرح غیر مسلم لوگوں کو بھی یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید کوئی نیا مذہب ہے۔ پس اس شبہ کو دور کرنے کے لئے یہ لکھا جاتا ہے، کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔ یعنی احمدیت کوئی نیا مذہب نہیں ہے بلکہ جہاں وہ دوسرے فرقوں سے اختلاف کرتی ہے وہاں وہ یہ دعویٰ بھی کرتی ہے کہ یہ اختلاف اسلام سے نہیں ہے بلکہ موجود فرقوں سے ہے۔ اسلام کی صحیح تشریح وہی ہے جو کہ احمدیت پیش کرتی ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ اس کا دعویٰ کہاں تک سچ ہے سو اس سوال کا فیصلہ اسی طرح کیا جائے گا جس طرح ہر سچائی کا کیا جاتا ہے۔ یعنی ہر انسان کو خدا تعالیٰ نے عقل دی ہے وہ اپنی عقل سے احمدیت کے دلائل کا موازنہ کرے گا اور پھر فیصلہ کرے گا۔ اگر احمدیت جو قرآن کی تشریح پیش کرتی ہے وہ قرآن کریم کی دوسری آیتوں کے مطابق ہے اور لغت عربی اور عربی گرامر دونوں اس کی تصدیق کرتی ہیں یا اسے جائز قرار دیتی ہیں اور عقل بھی اور ضمیر انسانی بھی انہیں معنوں کی تصدیق کرتی ہے تو ماننا پڑے گا کہ احمدیت والی تشریح ہی درست ہے دوسری تشریح غلط ہے اور چونکہ وہ تشریح ہے کوئی نیا عقیدہ نہیں ہے اس لئے اگر وہ تشریح درست ہے تو پھر احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔ اور جو لوگ اس کے خلاف عقیدہ بیان کرتے ہیں وہ درحقیقت اسلام سے دور جا پڑے ہیں اور اپنے خیالات کو اسلام کے نام سے پیش کرتے ہیں۔

دوسرا سوال:۔ احمدی لوگ ابراہیم، موسیٰ، بدھ۔ زرتشت، اور مسیح کے متعقل کیا کہتے ہیں؟

جواب:۔ یہ سوال جو آپ نے کیا ہے یہ بھی اوپر والے سوال کا ایک حصہ ہے۔ اس سوال کے متعلق احمدیت جو تعلیم دیتی ہے وہ اس وقت کے مسلمانوں کے لئے عجوبہ ہے اور اس تعلیم کی وجہ سے بھی احمدیوں کو اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ بتایا جائیگا یہ ان کی غلطی ہے۔ درحقیقت ان کا اپنا عقیدہ اسلام سے خارج ہے۔ جہاں تک ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کا سوال ہے ان کے متعلق سب مسلمان متفق ہیں کیونکہ ان تینوں نبیوں کا نام قرآن کریم میں آیا ہے اور ان کی نبوت کا اقرار کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح کے متعلق احمدیت کو غیر احمدی مسلمانوں سے اتنا اختلاف ہے کہ احمدی عقیدہ کے مطابق قرآن کریم سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں (سورہ مائدہ آیت ۱۱۷ و آل عمران آیت ۵۵، نساء آیت ۱۵۸) لیکن غیر احمدیوں کے نزدیک حضرت مسیح آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور اب تک زندہ ہیں۔ یہ عقیدہ عیسائیوں والا عقیدہ نہیں کیونکہ عیسائیوں کے نزدیک مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور اس پر فوت ہوگئے اور پھر زندہ کئے گئے۔ مسلمان اس کو نہیں مانتے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ جب مسیح کو صلیب پر چڑھانے کے لئے یہودی اور گورنمنٹ کی پولیس پکڑنے کے لئے گئی تو خدا تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا اور یہودا اسکریوطی کو یا کسی اور یہودی کو (اس میں ان کے اندر اختلاف ہے) مسیح کی شکل دے دی گئی اور پولیس اور یہودیوں نے اس شخص کو مسیح سمجھ کر صلیب پر لٹکایا۔ لیکن قرآن کریم کی رو سے وہ صلیب پر مرا نہیں اور انجیل کے رو سے وہ صلیب پر سے زندہ اتار لیا گیا جیسا کہ صلیبی واقعات سے اور نیزہ مارنے کے واقعات سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ نیزہ مارنے پر سیال خون نکلا ہے۔ مردے میں سے خون نہیں نکلا کرتا۔ گو انجیل نے اس کو خون اور پانی کے لفظ سے بیان کیا ہے مگر خون اور پانی الگ الگ تو نکلا نہیں کرتے۔ درحقیقت سیال خون کو ہی خون اور پانی کے لفظوں سے بیان کیا گیا ہے اور یہ ہمیشہ زندوں میں سے نکلا کرتا ہے۔ اسی طرح خود مسیح نے اپنے متعلق جو پیشگوئیاں کی ہیں ان سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ زندہ ہی صلیب سے اتارا گیا اور زندہ ہی قبر میں رکھا گیا۔ کیونکہ اس نے اپنے صلیب کے واقعہ کو یونس نبی کے مچھلی کے پیٹ میں جانے والے واقعہ کے مشابہہ قرار دیا ہے اور یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں زندہ ہی گیا تھا اور زندہ ہی نکلا تھا پس اس پیشگوئی کے مطابق مسیح علیہ السلام بھی زندہ ہی قبر میں داخل ہوا اور زندہ ہی نکلا۔ اسی طرح صاف لکھا ہے کہ مسیح نے تھوما کو کہا کہ میرے زخموں میں انگلیاں ڈال۔ مسیحیوں کے عقیدہ کے مطابق مسیح کا جسم تو انسان کا جسم تھا وہ آسمان سے آیا تھا اور صلیب جسم کو دی گئی تھی نہ کہ روح کو۔ پس زخموں کا موجود ہونا اور تھوما سے اس میں انگلیاں ڈلوانا بتاتا ہے کہ مسیح اسی حیثیت سے دنیا میں موجود تھا جس حیثیت سے وہ صلیب سے پہلے تھا۔ صرف صلیب سے زخم اس پر آگئے تھے اسی طرح لکھا ہے کہ مسیح کہتا ہے کہ میں بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کو جمع کرنے کے لئے آیا ہوں۔ لیکن صلیب سے پہلے تو مسیح کو گمشدہ بھیڑوں تک جانے کا موقعہ ہی نہیں ملا۔ پس یقیناً وہ صلیب سے زندہ اتارا گیا اور پھر گمشدہ بھیڑوں کی طرف یعنی ایران، افغانستان اور کشمیر کی طرف گیا جیسا کہ تاریخ سے ثابت بھی ہے اس کے متعلق آپ بانی سلسلہ احمدیہ کی کتاب "مسیح ہندوستان میں" پڑھیں یا سلسلہ کے مبلغ مولوی جلال الدین صاحب شمس کی کتاب "WHERE DID JESUS DIE" دیکھیں۔ بدھ اور زرتشت کے متعلق دوسرے مسلمانوں کا خیال یہی ہے کہ وہ جھوٹے تھے مگر احمدیت کہتی ہے کہ وہ بھی سچے نبی تھے کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے:۔

وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر (سورۃ فاطر آیت ۲۴)

(سورہ فاطر آیت ۲۴) کوئی قوم دنیا میں ایسی نہیں جس میں نبی نہ آئے ہوں۔ یہی عقیدہ عقل کے مطابق ہے اور جب قرآن مانتا ہے کہ کئی قوموں کے نبیوں کا اس نے ذکر نہیں کیا لیکن آئے وہ ضرور ہیں اور جب ہمیں نظر آتا ہے کہ مختلف ملکوں میں ایسے لوگ گذرے ہیں جنہوں نے نہایت اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی ہے اور باوجود اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے کے اللہ تعالیٰ نے انہیں تباہ نہیں کیا اور بڑی بڑی جماعتیں ان کے ذریعہ قائم ہوئی ہیں حالانکہ بائبل اور قرآن کے رو سے جھوٹے نبی کامیاب نہیں ہوتے بلکہ تباہ کئے جاتے ہیں تو ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ یہ لوگ نبی تھے۔ اور اگر ہم ان کو نبی نہ مانیں تو قرآن کریم کا یہ دعویٰ جھوٹا ہوتا ہے کہ ہر قوم میں نبی آئے تھے۔ غیر احمدی کہتے ہیں کہ قرآن کریم نے نام نہیں لیا۔ ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے قرآن نے نام نہیں لیا اور نہ وہ دنیا کے سارے نبیوں کا نام لے سکتا تھا۔ وہ کوئی STATISTICS کی کتاب نہیں ہے۔ لیکن جب وہ کہتا ہے کہ ہر قوم میں نبی آئے تو جو لوگ ان قوموں میں ایسے پائے جاتے ہیں جن پر نبیوں کے حالات صادق آتے ہیں کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان کی نبوت کا اقرار نہ کریں۔

تیسرا سوال آپ کا یہ ہے کہ مذاہب کے لئے احمدیت کیا اہمیت رکھتی ہے اور سوشل لحاظ سے اور پولیٹیکل لحاظ سے وہ بنی نوع انسان کو کیا فائدہ بخشتی ہے؟

اس سوال کا اصل جواب تو یہ ہے کہ کوئی نیا مذہب نہیں ہے جیسا کہ اوپر بتایا جاچکا ہے وہ TRUE اسلام ہے اس لئے سوشل اور پولیٹیکل WELFARE کے لحاظ سے جو اسلام دنیا کو فائدہ بخش سکتا ہے وہی فائدہ احمدیت دنیا کو بخشتی ہے۔ PRACTICALLY یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ اسلام کی تعلیم ان دونوں امور کے لئے ایک DEAD LETTER کے طور پر ہوچکی تھی۔ مسلمان ایک لمبے عرصہ کی کامیابیوں کے بعد مختلف قسم کی خرابیوں میں مبتلا ہوگئے تھے اور چونکہ وہ مذہبی آدمی تھے ان

کی کانشنس ان کو ملزم کرتی رہتی تھی اور کانشنس کے الزام کو انسان زیادہ دیر تک برداشت نہیں کرسکتا۔ اس لئے ان کے لئے دو ہی رستے رہ گئے تھے۔ یا تو وہ اپنی بداعمالیوں کو چھوڑ کر صحیح اسلامی تعلیم کی طرف واپس آجاتے تب ان کی کانشنس ان کو الزام دینا چھوڑ دیتی مگر وہ اتنے سست ہوچکے تھے اور صحیح عمل سے اتنے دور ہوچکے تھے کہ وہ اس بات کو ناممکن پاتے تھے۔ دوسرا رستہ ان کے لئے یہ کھلا تھا کہ وہ مذہب کی تشریح ایسے رنگ میں کردیں کہ وہ ان کی بد اعمالیوں کو جائز قرار دے دے اور ان کی موجودہ حالت کو عین مذہبی حالت بتادے۔ اگر ایسا ہوجاتا تو پھر بھی وہ ضمیر کی ملامت سے بچ جاتے تھے۔ یہ رستہ زیادہ آسان تھا انہوں نے اس رستہ کو قبول کرلیا۔ احمدیت نے آکر پھر صحیح اسلامی تعلیم دنیا کے سامنے پیش کردی اور ضمیر کو ان قیدوں سے آزاد کردیا جو کہ گذشتہ صدیوں میں اس کے اوپر لگا دی گئی تھیں۔ اب وہ پھر زندہ ہوگی اور ادھر اسلام کی تعلیم زندہ ہوگی۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ ضمیر اور عمل کی وہ جدوجہد جو قوموں کو ہمیشہ راہ راست پر قائم رکھتی ہے احمدیت کی وجہ سے پھر جاری ہوجائے گی اور چونکہ اسلامی تعلیم سوشل اور پولیٹیکل WELFARE OF THE HUMAN RACE کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے لازماً ایک احمدی اس کی نقل کرنے پر مجبور ہوگا اور اسے دیکھ کر دوسرے مسلمانوں کا بھی ایک حصہ۔ پس دنیا میں وہ اعلی درجہ کی تعلیم پھر قائم ہوجائے گی جس کو اسلام دنیا کے فائدہ کے لئے لایا تھا۔ مثلاً موٹی مثال یہ لیجئے کہ احمدیت کے نزدیک قرآنی تعلیم یہ ہے کہ کسی کو کسی عقیدہ کے ماننے پر مجبور نہ کیا جائے اور ہر انسان کو کوئی بات اپنے ماں باپ سے سن کر نہیں ماننی چاہیئے بلکہ دلیل کے ذریعہ ماننی چاہیئے۔ جب مسلمانوں کی قوت عملی مرگئی اور تبلیغ کی مشکلات برداشت کرنے کی طاقت ان میں نہ رہی تو انہوں نے اس اسلامی تعلیم کو بدل کر یہ تعلیم بنالی کہ غیر مسلم کو زبردستی مسلمان بنانا جائز ہے اور اگر کوئی مسلمان اپنا عقیدہ چھوڑ دے تو اس کا قتل کردینا ضروری ہے۔ اس طرح انہوں نے سمجھا کہ ایک طرف تو اسلام بالکل محفوظ ہوگیا۔ اب اس میں کوئی شخص باہر نہیں جائے گا۔ دوسری طرف بغیر تبلیغ کی مشکلات برداشت کرنے کے ہم کبھی کبھار غیر مسلموں کو مسلمان بنانے میں کامیاب ہوجائیں گے۔ لیکن اس سے ایک طرف تو مسلمانوں کا مذہب عقل اور محبت کا مذہب نہ رہا بلکہ ڈر اور بیوقوفی کا مذہب ہوگیا۔ دوسری طرف غیر قوموں اور مسلمانوں کے تعلقات بگڑ گئے اب احمدیت نے اس تعلیم کو درست کیا ہے جب غیر قوموں کو معلوم ہوگا کہ اسلام تبلیغ اور دلائل کے ذریعہ سے سچائی کو پیش کرتا ہے اور تمام اقوام کو اپنا بھائی قرار دیتا ہے تو یقیناً پولیٹیکل تعلقات اور سوشل تعلقات اچھے ہوجائیں گے اور تلوار سے مسلمان بنانے کی بجائے مسلمان تبلیغی جدوجہد کرے گا اور اس میں قربانی اور ایثار اور صبر کا مادہ پیدا ہوگا اور ہر مسلمان جب یہ سمجھے گا کہ میں آزادی سے اپنے متعلق فیصلہ کرسکتا ہوں تو جہاں وہ غیر مذاہب سے متعلق تحقیقات کریگا وہاں وہ اپنے مذہب کے متعلق بھی تحقیقات کرے گا اور آئندہ وہ ورثہ کا مسلمان نہیں ہوگا بلکہ ایک محقق کی حیثیت پیدا کرلے گا اور نہ صرف اس کا اپنا مذہب مضبوط ہوگا بلکہ وہ انسانی سوسائٹی کا نہایت مفید اور کارآمد وجود ہوجائے گا۔

میں اس مضمون کے متعلق زیادہ تفصیل سے نہیں لکھتا اس لئے کہ میں بتا چکا ہوں کہ احمدیت کوئی نیا مذہب نہیں ہے اس بارہ میں جو اسلام کی تعلیم ہے وہی احمدیت کی تعلیم ہے۔ اگر آپ نے میری کتاب "احمدیت" دیکھی ہے تو آپ ان دونوں امور کے متعلق جو اسلام کی تعلیم اس میں لکھی ہے اسے دیکھ لیں۔ گو مختصر ہے مگر بہرحال ان دونوں مضامین پر وہ روشنی ڈالتی ہے اور جو روشنی وہ ڈالتی ہے وہی فائدہ احمدیت پولیٹیکل اور سوشل لحاظ سے دنیا کو پہنچائے گی۔

چوتھے سوال کا جواب آپ کو بعد میں بھجوایا جائے گا۔ (چوتھا سوال یہ تھا کہ احمدیہ جماعت کی تاریخ، نظام، تبلیغ اور تعداد کی وضاحت فرمائیں)

چونکہ یہ پہلا خط ہے جو آپ کی طرف سے ہمیں موصول ہوا اس لئے ہم پوری طرح یہ نہیں سمجھ سکتے کہ حقیقتاً آپ کے سوالات کی بیک گراونڈ کیا ہے۔ اس لئے اس خط کو پڑھنے کے بعد آپ دلیری سے اپنے خیالات کا اظہار کریں اور جو کچھ آپ کے دل میں سوالات پیدا ہوں وہ ہمیں تفصیل سے لکھیں۔ ہم آپ کے ہر سوال کا خوشی سے جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔"

ماخوذ از تاریخ احمدیت، جلد سیزدھم
صفحہ نمبر ۱۵۶۔ ۱۵۹

* * * *

خدام سلسلہ کے لئے درخواست دعا

مجلس شوریٰ منعقدہ بیت الرشید ہمبرگ ۱۹۹۶ء کے اختتام پر مکرم امیر صاحب نے مکرم زکریا خان صاحب فاضل جو ان دنوں جرمنی میں البانین مسلمانوں میں تبلیغ کی خاطر جرمنی بھر کی جماعتوں کا دورہ کر رہے تھے، کا خاص شکریہ ادا کیا اور ان کے کام کو سراہا۔ موصوف کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے قرآن کریم اور ۱۵ دیگر جماعتی کتب کا البانین زبان میں ترجمہ کیا ہے۔

اس کے بعد محترم امیر صاحب نے ایک نوجوان خادم سلسلہ عزیزم طارق محمود آف لاہور حال جرمنی کو سٹیج پر بلایا اور ان کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ یہ نوجوان دن رات کمپیوٹر پر کام کرتے ہوئے سلسلہ کی خدمت کررہا ہے۔ امیر صاحب نے ان ہر دو خدام سلسلہ کے لئے خصوصی درخواست دعا کی ہے۔

****

مسلمان سائنس دان

(ترجمہ و تلخیص:۔ مکرم نوید حمید۔ گنزہائم) (ریویو آف ریلیجنز، جنوری ۱۹۹۶ء سے ماخوذ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علم کی دو اقسام ہیں:۔

علم الادیان و علم الابدان
ایک دین کا علم اور دوسرا ابدان کا علم

علم ابدان سے مراد علم طب ہے اور شاید اسی قول کی بناء پر مسلمانوں کو یہ خیال آیا کہ علم طب کے بارے میں تحقیق کریں. نتیجۃً طب کے شعبہ میں مسلمانوں نے عظیم الشان کارنامے سرانجام دیئے۔ طب پر مسلمانوں نے ایسی دسترس حاصل کی جو صدیوں تک قائم رہی حتیٰ کہ مسلمانوں کی تصانیف کا لاطینی اور دیگر زبانوں میں ترجمہ کیا گیا اور مغرب میں مسلمانوں کے طبی مراکز کے نمونہ پر طبی مراکز قائم کئے گئے۔

اس سلسلہ میں بالخصوص ابوبکر الرازی نامی محقق کا ذکر ضروری ہے۔ انہوں نے طب کے موضوع پر الکتاب الطیب المنصوری کے نام سے ایک جامع تصنیف مرتب کی جو دس جلدوں پر مشتمل تھی۔ درحقیقت یہ تصنیف علم طب پر ایک ایسی قابل قدر کتاب تھی جو صدیوں طبی تحقیق و تفکر پر اثر انداز ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ اس کتاب کا پندرھویں صدی میں لاطینی میں ترجمہ کیا گیا جو شہر میلان (Milan) سے شائع ہوا۔ نیز بیسویں صدی میں اس کتاب کے بعض حصوں کا ترجمہ جرمنی اور فرانس میں بھی سامنے آیا۔

مذکورہ کتاب کا مصنف الرازی ایک جلیل القدر مصنف تھا۔ اور آپ کی تصنیفات کی تعداد ایک سو کے لگ بھگ تھی۔ آپ کی کیمیا کے موضوع پر تحریر کی گئیں کتب کئی صدیوں تک یورپ میں علم کیمیا کا ایک اہم سرچشمہ مانی جاتی رہیں۔ الرازی نے بحیثیت طبیب سب سے پہلے چیچک SmallPox اور خسرہ کی توجیح پیش کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ اور اس موضوع پر آپ کی تصنیف لندن میں ۱۸۴۸ء میں شائع کی گئی۔ الرازی جیسے سائنسدانوں نے جو انسانی خدمت کی اسے آج بھی اہل دانش تسلیم کرتے ہیں۔ پرنسٹن یونیورسٹی کے چرچ میں داخل ہوتے ہوئے ایک دریچہ میں اس عظیم الشان طبیب کا مجسمہ نصب ہونا کوئی اچنبھے کی بات نہیں کیونکہ الرازی نے بلاشبہ سائنس کی بڑی خدمت کی ہے۔ اہل مغرب اس طبیب کو RHAZES کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس طرح پیرس یونیورسٹی کے سکول آف میڈیسن میں بھی الرازی کی تصویر کے ساتھ ایک اور مسلم مفکر اور محقق کی تصویر بھی دیکھی جاسکتی ہے جسکا نام ابن سینا ہے۔ ابن سینا نے عربوں اور یونانیوں کی طبی تحقیق اور تفکر پر قلم اٹھایا اور اس نے بہت سی متعدی بیماریوں کے بارے میں نئے نظریات پیش کئے۔ الرازی کی کتب کی طرح ابن سینا کی تصنیفات کا بھی لاطینی ترجمہ کیا گیا۔ حتیٰ کہ سترھویں صدی عیسوی تک بھی آپ کی تصنیفات مغربی طبیبوں کے لئے راہنما کی حیثیت رکھتی تھیں۔ پندرھویں صدی کی آخری تین دھائیوں کے دوران ابن سینا کی ۵ جلدوں پر مشتمل تصنیفات کا لاطینی ترجمہ ۱۵ مرتبہ شائع ہوا۔ سرولیم اوسلر اپنی کتاب Evolution of modern... medicine میں لکھتے ہیں:۔

ابن سینا کی تحقیقات کو جس طویل عرصہ تک طبی بائبل کا مقام حاصل رہا ہے اور کسی کتاب کو یہ مقام حاصل نہیں رہا۔

جانوروں پر تجرباتی اپریشن کا طریقہ متعارف کروانے کا سہرا بھی مسلمان محققین کے سر ہے۔ مسلمانوں نے طبی تحقیق کے لئے جانوروں پر تجرباتی آپریشن کا طریقہ بھی متعارف کروایا۔

(جسے طبی اصطلاح میں VIVISECTION کہتے ہیں)

نویں صدی عیسوی میں حسین ابن اسحاق نامی محقق جس نے سو سے زائد کتب تحریر کیں نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "آنکھ سے متعلق سوالات" تھا۔ اس کتاب میں ابن اسحاق نے محققانہ انداز میں آنکھ اور دماغ کی بناوٹ کی تفصیل بیان کی اور واضح کیا کہ ان کا آپس میں کیا تعلق ہے۔ اس نے آنکھ کے موضوع پر دس مقالہ جات پر مشتمل ایک کتاب لکھی جو کہ آنکھوں کے معالجہ سے متعلق قدیم ترین سائنسی تحقیق مانی جاتی ہے۔ ایسی ہی تحقیق کا نتیجہ تھا کہ طب اور دوا سازی تیزی سے ترقی کرنے لگیں۔ مسلمانوں نے ہی طبیب اور دوا سازوں کا امتحان لینے کا نظام وضع کیا گیا۔ تاکہ جعلی طبیبوں سے عوام الناس کو بچایا جاسکے۔ ایک حکومتی طبی ادارہ قائم کیا گیا۔ اور حتیٰ کہ قیدیوں کے پاس بھی روزانہ طبیب آتے تھے۔ اس وقت جبکہ یورپ میں طب انتہائی فرسودہ حالت میں تھی تو اسلامی دنیا میں باقاعدہ ہسپتال قائم کئے جاچکے تھے۔ جن کو ایران میں بیمارستان کہا جاتا تھا۔ ایسے ہر ہسپتال کا اپنا دواخانہ ہوتا تھا۔ اور بعض میں تو لائبریریاں بھی موجود تھیں اور طب کے طلباء کے لئے تعلیم کی سہولت بھی مہیا تھی۔

طب پر مسلمانوں کی دسترس اور بالادستی کئی صدیوں تک قائم رہی۔ امر واقع یہ ہے کہ جب یورپی اطباء غلط عیسائی عقیدوں کی زنجیروں میں جکڑے ہونے کی وجہ سے طاعون کو ایک سراسر خدائی فعل قرار دے رہے تھے اور اسکا علاج اپنی طاقت سے بالا تر گردانتے تھے روشن دماغ مسلم طبیب اس بات کا اظہار کر رہے تھے کہ یہ ایک متعدی بیماری ہے اور انہوں نے اس کا ثبوت تجربہ، تحقیق، ظاہری شواہد اور قابل اعتماد گواہوں سے پیش کیا۔